Lesson 205 Surah Unkabooth Ayat 16-30 tafseer2

آیت نمبر 24۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

ترجمہ۔ پھر اُس کی قوم کا جواب اِس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا "قتل کر دو اِسے یا جلا ڈالو اِس کو" آخر کار اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا، یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لانے والے ہیں

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ پس نہیں تھا جواب ان کی قوم کا **إِلَّا** مگر **أَن قَالُوا** یہ کہ انہوں نے کہا **اُقْتُلُوهُ** کہ قتل کر ڈالو اس کو **أَوْ حَرِّقُوهُ** یا جلا ڈالو اس کو **فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ** آخرکار اللہ نے اسے آگ سے بچا لیا **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ** بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں تو یہ آیت نمبر 19 سے لے کر 23 تک یا تو یہ جملہ معترضہ ہے اللہ کا کلام ہے سمجھانے کے لئے کہ دلائل کے ذریعے اللہ کو پانا چاہئے توحید پرست بننا چاہئے اور یا پھر یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام ہے کہ آپ اپنی قوم سے گفتگو کرتے وقت ایک طرف آیت نمبر 19 میں آپ نے عقلی دلیل دی دوسری طرف آیت نمبر 20 میں آپ نے حسی دلیل دی اور ان کو کہا کہ آپ اللہ کی عبادت کریں اور کیوں نہ کریں جو اللہ ایسا اور ایسا اور ایسا ہے اب آپ دیکھئے کہ ایک طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رویہ ہے، آپ کی محبت ہے، آپ کی نرمی ہے آپ کا اپنی قوم کو دلائل سے سمجھانا ہے اور دوسری طرف آپ قوم کا ردِعمل دیکھیں, قوم کا انداز دیکھیں قوم کیا کہتی ہے اس کے علاوہ اس نے کوئی اور جواب دیا ہی نہیں ،قوم کو اس کے علاوہ اور کچھ سوجا ہی نہیں، کوئی اور بات قوم کو سمجھ نہیں آئی سوائے اس کے (تو اس سے آپ دیکھیں کہ قوم کا اخلاق کردار رویہ کیسا تھا) کہ قوم کے لوگ جو تھے ان سب نے مل کر کیا کہا **إِلَّا أَن قَالُوا** یہ کہ انہوں نے کہا **اُقْتُلُوهُ** کہ اس کو قتل ہی کر ڈالو گویا کہ بالکل جان سے ختم کرنے کا انہوں نے منصوبہ بنایا ہے اور جان سے مار دینے کی انہوں نے دھمکی دی ہے اور آپ سوچیں کہ اگر قوم کا ضمیر مر جائے اور قوم اس حال کو پہنچ جائے تو پھر آپ سوچیں کہ وہاں پہ جو ناصح اور خیرخواہ اور قوم کی خیر اور فلاح چاہنے والے ہیں ان کا کیا انجام ہوتا ہے جیسے آج کل بھی آپ دیکھیں کہ اگر مسلمان اپنے ہی جو اچھے لیڈر ہیں ان کو مار دے ان کو ختم کر دے شاہ فیصل سعودی عرب کا ،حکیم سعید ،ڈاکٹر نذیر شہید پھر اس کے علاوہ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ اور بے شمار امت مسلمہ کے اندر ایسے صالح اور خیرخواہ لوگ گزرے ہیں کہ لوگوں نے ان کو ختم کر دیا تو اب یہ کہ قوم چونکہ بت پرست تھی مشرک تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جو بات تھی، آپ کا جو پیغام تھا اس کو ایک آنکھ بھی نہ بھایا کہنے لگے کہ اس کو قتل کر ڈالو **أَوْ حَرِّقُوهُ** یا پھر کیا کرو جلا ڈالو اس کو۔ اب آپ دیکھ لیں کہ کتنا سخت رویہ ہے اور آپ کو پتہ ہے کہ **حَرَقَ، يُحَرِّقُ** جیسے کسی کو آگ میں جلا کر راکھ کر دینا۔ آگ میں جلانے کا سب سے یہ انتہائی درجہ ہے تو کہا کہ اسے جلا کر ختم ہی کر ڈالو اب آپ دیکھیں کہ کسی کو ہلاک کرنے کے مختلف طریقے ہوتے ہیں اب قوم اس پر تو متفق ہے کہ ان کو ختم کر دینا چاہئے لیکن اب ختم کیسے کیا جائے اس میں لوگوں کے اندر اختلاف تھا کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ قتل کر دینا چاہئے کچھ کی یہ رائے تھی کہ نہیں زندہ ہی جلا دیا جائے تاکہ دوسروں کو بھی عبرت حاصل ہو اور ہماری سرزمین میں کسی کو بھی حق گوئی کا جنون لاحق نہ ہو بعض لوگ زبان کو کاٹ دیتے ہیں جو حق کے لئے بولتی ہے بعض آنکھیں نکال دیتے ہیں بعض وجود ہی گم کر دیتے ہیں کہ لا پتہ ہو جاتے ہیں لوگ بہرحال ایک امید رہتی ہے لیکن کسی کو جلا کر راکھ کر دیا جائے ختم کر دیا

جائے تو یہ کیا ہے یہ انتہا ہے تو یہ تھا قوم کا رویہ اب اللہ رب العزت کہتے ہیں **فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ** آخر کار " **ف"** پس اب یہاں پہ وہ تفصیل پتہ نہیں چل رہی کہ قوم کے لوگوں نے آگ کو جلانے کے لئے کیا تیاری کی تھی کس طرح سے منصوبہ بندی کی تھی اب اللہ تعالی نے آپ کو نجات دے دی **فَأَنجَاهُ "هُ** "کی ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہے تو کس نے نجات دی؟ اللہ تعالی نے کہاں سے؟ **مِنَ النَّارِ** آگ سے تو مفسرین کہتے ہیں کہ بحث اور مناظرے کے بعد جب وہ دلائل کا جواب دلائل سے نہ دے سکے، دلائل کے میدان میں جب وہ شکست کھا گئے اور انہیں کوئی شبہ نہیں رہا کہ جو بات وہ کہہ رہے ہیں وہ بات غلط ہے تو انہوں نے سوچا کہ قوت اور اقتدار کا استعمال کر کے فیصلہ کیا جائے تو یہ تھا ان کا رویہ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے ہر ممکن جگہ سے ایندھن جمع کرنا شروع کیا اور ایک مدت تک ایندھن اکٹھا کرتے رہے نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اگر کوئی عورت بیمار ہوتی تو یہی نذر مانتی کہ اگر شفا ہو گئی تو ابراہیم کو نظر آتش کرنے کے لئے اتنا ایندھن دوں گی پھر انہوں نے ایک وسیع ہموار جگہ میں وہ تمام ایندھن رکھ کر اسے آگ لگا دی آگ روشن ہوئی بھڑکی اور اس کے شعلے بلند ہو گئے اس سے اتنی بڑی بڑی چنگاریاں اڑنے لگیں جو اس سے پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی تھیں تب انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک **مِنجَنِيق** میں رکھا جو حیزن نام کے ایک کُردی آدمی نے بنائی تھی یہ آلہ سب سے پہلے اسی شخص جو اس نے بنایا تھا اللہ تعالی نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک دھنستا چلا جائے گا پھر لوگوں نے آپ کو پکڑ کر باندھ دیا اور مشکیں کس دی اور آپ کو آگ کے اندر پھینک دیا گیا اور آپ دیکھیں سورت الصافات میں اللہ تعالی کہتے ہیں کہ قوم کے لوگوں نے کیسی بری چال چلی **قَالُواْ ٱبْنُواْ لَهُۥ بُنْيَٰنًا** وہ کہنے لگے اس کے لئے ایک عمارت بناؤ **فَأَلْقُوهُ فِى ٱلْجَحِيمِ** پھر اس کو آگ کے ڈھیر میں ڈال دو **فَأَرَادُواْ بِهِۦ كَيْدًا فَجَعَلْنَٰهُمُ ٱلْأَسْفَلِينَ** (98- سورت الصافات) غرض انہوں نے اس کے ساتھ ایک چال چلنی چاہی اور ہم نے انہیں ہی زیر کر دیا۔ پھر اسی سورت الانبیاء میں یہ بات پڑھ چکی ہیں **قَالُواْ حَرِّقُوهُ** وہ بولے کہ اس کو جلا ہی ڈالو **وَٱنصُرُوٓاْ ءَالِهَتَكُمْ إِن كُنتُمْ فَٰعِلِينَ** (68- سورت الانبیاء) اور اگر تمہیں اس سے اپنے معبود کا انتقام لینا ہے کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے بتوں کی مدد کرو۔ **قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِى بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ** (69- سورت الانبیاء) اللہ رب العزت کہتے ہیں کہ ہم نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ٹھنڈی ہو جاؤ اور ابراہیم کے لئے سلامتی بن جاؤ **وَأَرَادُواْ بِهِۦ كَيْدًا** انہوں نےحضرت ابراہیم علیہ السلام کا برا چاہا تھا **فَجَعَلْنَٰهُمُ ٱلْأَخْسَرِينَ** (70-سورت الانبیاء) مگر ہم نے انہی کو نقصان میں ڈال دیا تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ رب العزت نے آگ کی خاصیت کو ختم کر دیا آگ کی خاصیت کیا ہے کہ وہ جلتی ہے اور جو چیز اس میں ڈال دی جائے اس کو جلا کے رکھ دیتی ہے دیکھئے کہ معمول کے مطابق تو ایسا ہوتا ہے لیکن مخصوص حالات میں جب اللہ تعالیٰ چاہے ، اللہ حکم دے کر جس وقت جس چیز کی خاصیت چاہے اس کو بدل کر رکھ دیں تو اللہ تعالیٰ نے آگ کی خاصیت کو بدل کر رکھ دیا

ؔ بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے لئے مخلص تھے، وہ اللہ والے تھے، وہ اللہ کی عبادت میں کسی سے ڈرنے اور دبنے والے نہیں تھے تو آپ کا جو یہ رویہ ہے اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ آپ کی یہ قربانی ،آپ کی یہ ثابت قدمی کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو آگ سے بچا لیا **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ** یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لانے والے ہیں اب آپ دیکھیں **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ** اب یہاں پر یہ نہیں کہا کہ ایک نشانی ہے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ** بلکہ کیا کہا بہت سی نشانیاں ہیں یقیناً اس میں نشانیاں ہیں **لِّقَوْمٍ** ان لوگوں کے لئے **يُؤْمِنُونَ** جو ایمان لانے والے ہیں تو یہاں پر

اہل ایمان کے لئے کیا نشانیاں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں میرے اور آپ کے لئے اس دور کے مسلمانوں کے لئے ہر دور کے مسلمانوں کے لئے ہر مرد اور عورت کے لئے ہر کلمہ پڑھنے والے کے لئے ہر ایمان کا اقرار کرنے والے کے لئے کیا نشانی ہے-نمبر 1- تو یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خاندان، قوم، ملک کا جو مذہب تھا اس کی پیروی کرنے کی بجائے اہل حق کی پیروی کی جب انہیں پتہ چل گیا توحید حقیقت ہے اور شرک باطل ہے تو انہوں نے حسب نسب خاندان قوم کسی کی پرواہ نہیں کی کیا میں اور آپ ایسا کرتے ہیں کیا ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں- نمبر 2- اور ان کو پتہ تھا کہ قوم ہٹ دھرم ہے اور وہ آپ کی بات کو مان نہیں رہی لیکن آپ نے ان کے تعصب کی کچھ پرواہ نہیں کی باطل کو قبول نہیں کیا اور حق بات کے لئے مسلسل تبلیغ کی جب کوئی حق کی مخالفت کرتا ہے تو کیا ہم ان کے تعصب اور رویہ کی پرواہ کئے بغیر حق بات کی تبلیغ کرتے چلے جاتے ہیں یا رک جاتے ہیں- نمبر 3- وہ آگ کی ہولناک سزا برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گئے لیکن صداقت سے منہ موڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے انہوں نے صداقت کو نہیں چھوڑا لیکن آگ میں گرنے کے لئے تیار ہوگئے ہم کیا کہتے ہیں لوگ برا کہیں گے تو ہم بھی برا کہیں گے ، لوگ جب اچھا سلوک نہیں کریں گے تو ہم بھی اچھا سلوک نہیں کریں گے لوگ غصہ کریں گے ہم بھی غصہ کریں گے اور لوگ اگر ہماری مخالفت کریں گے حق بات کو قبول نہیں کریں گے تو پھر ہم کیا کہتے ہیں کہ پھر ہم حق بات نہیں کہیں گے- نمبر 4- بات یہ ہے جس پر میں بڑی دیر تک بیٹھی سوچ رہی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تو متقیوں کے امام تھے، نیک تھے، رحم دل تھے اور اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت کرنے والے ہیں کبھی اللہ رب العزت یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم کو **إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا** (47- سورت مریم) تو کبھی کہتے ہیں قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا (124- سورت البقرہ)-اور کبھی کہتے ہیں **وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ** (26- سورت الحدید) **اور کبھی کہتے ہیں اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ** (114- سورت التوبہ) تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعارف قرآن میں بڑی محبت بڑے پیار بڑے حسن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کرواتے ہیں اتنے پیار اتنی محبت سے کہ لگتا ہے ساری محبتیں ان کے لئے جمع ہو گئی ہیں لیکن جو بات اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک کو آزمائشوں سے گزارے بغیر نہ چھوڑا تو پھر میری اور آپ کی کیا حیثیت ہے کیا وُقعت ہے اس کائنات کے اندر آپ دیکھیں کہ کسی صحرا میں ریت کے بہت سے ذرے ہیں ڈھیرہے ریت کے ذروں کا پورا صحرا ریت کے ذروں سے بھرا پڑا ہے ان ریت کے ذروں میں سے ایک ذرہ میرا اور آپ کا وجود ہے اتنے زیادہ ذروں میں سے ایک ذرہ کیا حیثیت ہے سمندر ہے پانی سے بھرا ہوا بہت سے قطرے ہیں ان قطروں میں سے ایک قطرہ میرا اور آپ کا وجود ہے کوئی حیثیت نہیں کوئی ُوقعت نہیں کیسا ایمان کیسا عمل کیسی باتیں تو میری اور آپ کی حیثیت ہے کیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام اتنے نیک اور متقی تھے متقیوں کے امام تھے اپنی ذات میں ایک امت تھے اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں نے ابراہیم کو بھی آزمائشوں سے گزارے بغیر نہ چھوڑا ایمان اور آزمائش لازم اور ملزوم ہے یہ بات اپنے دل کو سمجھا لیجئے دل کی گہرائیوں میں بٹھا لیجئے کہ اتنا کہنے پر چھوڑ نہیں دیئے جاؤگے کہ ہم ایمان لائے اور ہمیں آزمایا نہیں جائے گا تو اللہ رب العزت کیوں آزمائشوں میں ڈالتے ہیں تاکہ لوگوں نے جو ایمان کا دعویٰ کیا ہے تو مومنوں کے ایمان کے مراتب اور درجات کے مطابق آزمائشیں آتی ہیں تاکہ تعین ہو سکے کہ ان کے ایمان کا درجہ کونسا ہے اور پھر ان کو رتبہ کونسا ملے گا کتنی بڑی بڑی آزمائشیں آئیں ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے پھر کتنا بڑا رتبہ اللہ تعالی نے اِن کو دیا ہے تو اگر بلندیوں پہ چڑھنا ہے مراتب کو حاصل کرنا ہے تو پھر کیا ہے کہ جب آزمائشیں اللہ کی طرف سے آہی جائیں تو پھر چیخ اٹھنا نہیں چاہئے شکوے نہیں کرنے چاہئے واویلا نہیں کرنا چاہئے مثلاً آج کے موسم میں باہر برف کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں بیس سنٹی میٹر یہ کتنی سنٹی میٹر

باہر برف ہے اور ماشاءاللہ کلاس آج بھری ہوئی بھی ہیں online لوگ بھی ہیں صبح صبح کا وقت ہے اور کچھ پیدل چل کر آئے ہیں کچھ دور سے گاڑیوں پہ بھی آئے ہیں ابھی کسی نے برف صاف بھی نہیں کی اس میں بوڑھے بھی ہیں اور جوان بھی ہیں تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اپنے عقیدے اپنے نصب العین، اپنے کام کو کرنے میں اور میرا اور آپ کا کام کیا ہے قرآن مجید کو پڑھنا، حدیث کو سمجھنا پھر ساری زندگی قرآن کے سائے میں اور اس کی روشنی میں اور حدیث کے سنگ سنگ گزار دینا ، تو اسی سلسلے میں میں اور آپ سب یہاں پہ جمع ہیں تو نصب العین کے لئے انسان ہر طرح کی قربانیاں کرتا ہے اللہ کسی کو بھی معاف نہیں کرتا اللہ رب العزت کی سنت ہے اللہ کسی کو بھی نہیں چھوڑتا اور نمبر 5- اہم بات یہ ہے کہ جب اللہ کے راستے میں جو آزمائشیں آتی ہیں آپ اس میں قدم رکھ دیتی ہیں آپ چیختی چلاتی نہیں ہیں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں کود پڑے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ڈالے ہوئے امتحان میں سے ان کو کامیابی سے گزار دیا اللہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں **فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ** تو جب لوگ قدم رکھ دیتے ہیں تو پھر میں معجزانہ طور پر آگ کا آلاؤ ان کے لئے ٹھنڈا کر دیا کرتا ہوں یہ ہیں پانچ اہم نشانیاں اہلِ ایمان کے لئے **إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ** گھر چھوڑ دیا باپ قوم- بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا یہ تو **فرزانے دیوانے (عقل مند طلب حق میں بیگانہ)** بیٹے کو ذبح کرنے لگے ہیں تو جنت سے دنبہ بھی بھیج دیا جب دیکھا کہ انہوں نے آگ میں چھلانگ لگا دی ہے تو اللہ تعالیٰ نے آگ کی تاثیر اور خاصیت کو ختم کر دیا تو یہ ہے اصل بات اب اس کے بعد مفسرین کا یہ خیال ہے کہ جب آپ آگ سے سلامتی سے باہر نکل آئے تو پھر خاموش نہیں ہو گئے پھر اپنی قوم کو تبلیغ کرنے لگے

آیت نمبر 25- وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ

ترجمہ۔ اور اُس نے کہا "تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے مگر قیامت کے روز تم ایک دُوسرے کا انکار اور ایک دُوسرے پر لعنت کرو گے اور آگ تمہارا ٹھکانا ہو گی اور کوئی تمہارا مدد گار نہ ہو گا"

وَقَالَ اور ابراہیم علیہ السلام نے کہا **إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا**اب آپ دیکھیں کہ کتنی خوبصورت بات ہے اور کیسی بہترین بات ہے کہ آگ سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اپنی قوم کو سمجھانے لگے کہنے لگے کہ بے شک تم نے پکڑ لیا ہے **اتَّخَذْتُم** تم نے بنا لیا ہے **مِّن دُونِ اللَّهِ** اللہ کے سوا **أَوْثَانًا** بتوں کو ، تو بُتوں کو کیا بنایا ہے **مَّوَدَّةَ** محبت **(و د د)**معنی کیا ہوتے ہیں اس کے؟ محبت کیلئے آتا ہے جیسے وَدود بھی اسی سے ہے شدید محبَّت تو اب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں کہ قوم تمہارا کیا حال ہے کہ تم نے بُتوں کو محبت کا ذریعہ بنا لیا ہے **بَيْنِكُمْ** اپنے درمیان **بَيْنِكُمْ** آپس میں بینَ کا لفظ درمیان کے لئے بھی آتا ہے **كُم** اپنے درمیان **فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** اس دنیا کی زندگی میں یہاں پہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو بڑی اہم بات سمجھاتے ہیں اور ایک بڑی اہم حقیقت سے ان کو روشناس کراتے ہیں کہ خدا پرستی کی بجائے بُت پرستی کی بنیاد پر اجتماعی زندگی کی تم نے تعمیر کر لی ہے اور تمہارا بُتوں سے محبت کا حال یہ ہے کہ تم کیا کرتے ہو کہ یہ جو بُت بنائے ہیں تم نے یہ جو تمہارے اصنام ہیں تمہارے جو **أَوْثَانًا** ہیں- ان کی کوئی حقیقت تو ہے نہیں لیکن تمہاری جتنی بھی دوستیاں ہیں جتنی بھی نیازمندی ہے وہ ساری ان بُتوں کی بنیاد پر ہے آپ دیکھ لیں مثلاً آپ کلاس میں آتی ہیں آپ کی محبت کی بنیاد کیا ہے قرآن مجید قرآن نے آپ کو کتنی خوبصورت دوستیوں سے روشناس کروایا ہے آپ

جہاں بھی جاتے ہیں اگر کہیں یہاں پہ آپ انگلش کی کلاسز میں جا رہے ہیں تو آپ کی محبت کی وجہ انگلش بن گئی آپ کہیں اور جا رہی ہیں کسی ایکسرسائیز سینٹر میں جا رہی ہیں کسی کلب کو آپ نے جوائن کیا ہوا ہے تو آپ وہاں پہ جب جاتی ہیں وہاں پہ بھی آپ کو دوست احباب ملتے ہیں تو دوست احباب مختلف ہوتے ہیں ان کی بنیاد بھی مختلف ہوتی ہے تو اب یہاں پر جو اہم حقیقت سامنے لائی جارہی ہے جس اہم بات کو وہ اپنی قوم کو سمجھانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ باہمی اتحاد کی بنیاد شرکیہ رسوم ہیں بتوں کی محبت ہے بت پرستی ہے توحید پرستی نہیں ہے اور یہ بات بڑی خاص بات ہے اب آپ دیکھیں کہ اگر کسی معاشرے میں قومی رواج کی حیثیت یہ چیز اختیار کر لے کہ مثلاً سب نے بتوں کے پاس جانا ہے اور ان کو پوجنا ہے اکٹھا ہونا ہے یا ایسے میلے لگنے لگ جاتے ہیں جس میں شرکیہ رسومات ہوتی ہیں تو کیا ہوتا ہے کہ جب کسی معاشرے میں بتوں کا کوئی مرکز بن جائے یا وہاں پر ایسی جگہ ہو کہ وہاں پر بت نصب کئے ہوئے ہیں یا کوئی قومی رواج کی شکل اختیار کر جائے یہ شرکیہ رسمیں ہیں تو ہر فرد کی ضرورت بن جاتی ہے ہر فرد کیا سمجھتا ہے کہ میری مجبوری ہے کوئی کہتا ہے کہ میں نے مٹھائی کی دکان لگانی ہے کوئی کہتا ہے کہ میں اپنا کاروبار کرنا چاہتا ہوں کوئی کہتا ہے کہ سارے لوگ جمع ہوں گے تو سب سے ملاقات ہو جائے گی وہاں کیا کرتے ہیں لوگ کہ کہیں بھی کوئی میلہ لگ رہا ہے کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر بت رکھے ہوئے ہیں یا بتوں کے لئے لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں تو لوگ کیا کرتے ہیں ان کے سارے مفادات اس سے وابستہ ہو جاتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں ہم اکیلے ہیں جب یہاں پر آئے تو ہم نے فلاں کلب کو جوائن کر لیا پھر فلاں کو جوائن کر لیا وہاں پر کھانا کھاتے تھے فیشن کر کے آتے تھے باتیں کرتے تھے تو کیا ہوتا ہے کہ انسان اپنی اس کو ضرورت اور مجبوری سمجھ لیتا ہے تو اسی اعتبار سے لوگوں کے درمیان کسی آدمی کی قیمت مقرر کی جاتی ہے تو قدیم زمانے میں شرک کی حیثیت ان کے قومی رواج کی سی تھی اور کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عراق کے لوگوں کو بتایا کہ تم جس بت پرستی کو پکڑے ہوئے ہو یہ تمہارا محض قومی رواج ہے یہ قومی رسم ہے اس کے اندر کوئی صداقت نہیں ہے اور جونہی تمہاری زندگی ختم ہو جائے گی تو تمہارا قومی رواج پھر تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا اب آپ دیکھ لیں کہ بعض قومیں مذہب کے نام پر اکٹھی ہوتی ہیں اور بعض قومیں شرکیہ رسموں کے نام پر اکٹھی ہوتی ہیں۔ تو یہاں پہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں کو بڑی خوبصورت دلیل دیتے ہیں کہ تم یہ سوچو کہ تم جو بتوں کی پوجا کرتے ہو یا اپنے جو گمراہ لیڈر ہیں ان کی وجہ سے تم ان کے گمراہ پیروکار جو بن گئے ہو تو گمراہ لیڈر ہیں گمراہ پیروکار ہیں اور دوستی کی بنیاد کیا ہے شرک اور بس دنیا کی زندگی شرک سے ہٹ کر تم نے توحید پرستی پر سوچا ہی نہیں اور آخرت کی زندگی جو ہے تم نے اس پر سوچا ہی نہیں تو یہ بڑی اہم بات ہے اور آپ بہت اچھے طریقے سے اس بات کو سمجھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو بڑی اہم بات کی طرف متوجہ کیا انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو یہ جو تمہارے قومی بت ہیں یہ تمہاری اجتماعیت اور آپس کی دوستی کی بنیاد ہیں اور اگر تم ان کی عبادت چھوڑ دوگے تو تمہاری قومیت اور دوستی کا شیرازہ بکھر جائے گا تم پھر متحد نہیں رہو گے تو یہ بات جو ہے پھر اس کے کیا معنی ہیں اور یہ ساری جو محبت اور مودت ہے **بَيْنِكُمْ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا** بس اس دنیا کی زندگی تک پھر بعد میں کیا ہوگا جب مر جاؤ گے تو بعد میں کیا ہوگا **ثُمَّ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ** پھر قیامت کے دن **يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ** تمہارے جو لیڈر ہیں گمراہ کرنے والے اور پیروکار بھی جو گمراہ ہیں ان کا آپس میں رویہ کیا ہوگا **يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ** قیامت کے دن تم میں سے بعض بعض کا انکار کریں گے پہچانیں گے بھی نہیں نمبر 1۔ جونہی دنیا کی زندگی ختم ہوگی آخرت کی دہلیز پر قدم رکھو گے تو لیڈر بھی گمراہ پیروکار بھی گمراہ تو آپس میں وہاں پہنچتے ہی ایک دوسرے کا انکار کریں گے نمبر

2۔ **وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا** اور تم آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کرو گے نمبر 3۔ **وَمَأْوَىٰكُمُ ٱلنَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّٰصِرِينَ** نمبر 4۔ اب یہاں پہ چار باتیں وہ بتاتے ہیں پہلی انکار کہ پہچانو گے بھی نہیں ایک دوسرے کو دوسری بات پھر لعنت کرو گے لعن طعن کرنا کہ انہی کی وجہ سے ہم گمراہ ہو گئے اور گمراہ لیڈر کہیں گے کہ ہم نے ان کو کہا تھا پکڑ کر تھوڑی اس راستے پہ چلایا تھا۔ یہ خود اپنی مرضی سے اس طرف آگئے تھے ان کی اپنی کچھ نفسانی خواہشات تھیں اپنی مرضی تھی اپنے مفادات ، دنیا کی محبتیں ایسے ہی آج ہم پہ یہ الزام دیتے ہیں اور تیسری بات **وَمَأْوَىٰكُمُ ٱلنَّارُ مَلْجا** اور **مَأْوَىٰ** جہاں پہ انسان لوٹ کر جائے جہاں پہ انسان پناہ حاصل کرے جیسے بچہ اگر اس کو ڈر محسوس ہو رات کو نیند میں یا دن کی روشنی میں وہ کھیل رہا ہے کسی نے مار دیا ہے کوئی اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے وہ کچھ بھی نہیں دیکھتا بھاگ کر ماں کی گود میں آ جاتا ہے تو اس کو **مَأْوَىٰ** کہتے ہیں جیسے مرغی کو جب کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے تو ایسی آواز نکالتی ہے کہ سارے بچے اس کے پروں کے نیچے آجاتے ہیں تو مرغی کے پر اس کے بچوں کا **مَأْوَىٰ** ہیں اب وہاں پہ ہوگا کیا؟ ایسے تمام لوگ جن کی دوستی کی بنیاد شرکیہ رسمیں تھیں، میلے ٹھیلے تھے، دنیا کے مفادات تھے، بتوں کی پوجا تھی سمجھ بھی آتا تھا ان کو کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں غلط کر رہے ہیں لیکن ساری قوم جب کر رہی ہے یعنی سماجی دباؤ سب لوگ غلط کام کر رہے ہیں تو پھر اب ہم کیا کریں مجبوری ہے ہماری تو لوگ یہ کہہ کے اس کے اندر چلے جاتے تھے تو اب وہ کیا کریں گے کہ وہاں پہ ایک دوسرے کا انکار کریں گے ایک دوسرے کو برا بھلا کہیں گے ملامت کریں گے اور ان کا ٹھکانا کیا ہوگا ؟ آگ ہوگا ،جہنم ان کا ٹھکانا ہوگی اور جہنم میں جو آگ ہے کیسی ہے دنیا کی آگ سے 69 درجے زیادہ ہے دنیا میں جو آگ ہے وہ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ کراچی میں ایک دفعہ سٹیل مِل کو دیکھنے کا اتفاق ہوا سٹیل کی بنی ہوئی بڑی بڑی سلیں بڑے بڑے اس کے جو تختے ہوتے ہیں جیسے آگ ان میں دہکی ہوئی تھی لکھا ہوا تھا انہوں نے کہ یہاں قریب نہیں آسکتے تو میں اس کو دیکھ رہی تھی اور ساتھ ساتھ اللّٰہ سے پناہ مانگ رہی تھی اور ڈر رہی تھی کہ اللّٰہ تعالیٰ تو بس ہمیں جہنم کی آگ میں نہ ڈالنا یہ تو انسانوں کی دہکائی ہوئی آگ ہے اور اس کو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **نَارُ اللَّهِ الْمُوْقَدَةُ** (6۔ سورت الھمزہ) تو عبرت اور دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کی آگ سے وہ 69 درجے زیادہ ہے تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں وہ ان کی گود بن جائے گی وہ ان کا **مَأْوَىٰ** بن جائے گی **وَمَا لَكُم مِّن نَّٰصِرِينَ** پھر چوتھی بات کیا ہے کہ وہاں پہ کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہوگا کوئی مددگار نہیں ہوگا اب برفباری کا موسم ہے کوئی پوچھ لیتا ہے کہ آپ کے گھر کے آگے سے برف ہٹا دیں آپ کے گھر میں کوئی بیمار ہے آپ بوڑھے ہیں برفباری میں آپ جانا چاہ رہے ہیں ہم آپ کے لئے گروسری کر دیں آپ کی مدد کر دیں آپ کی گاڑی رک گئی ہے کیا آپ کو کوئی مدد چاہئے کیا آپ کو کوئی فون چاہئے تو کیا ہوتا ہے کہ دنیا میں جب گرم نرم دن ہوتے ہیں جب حالات میں مدد و جزر آتا ہے جب نشیب و فراز ہوتے ہیں تو کچھ ہوتے ہیں جو مدد کرنے والے ہوتے ہیں اچھا یہ جو آیت نمبر 25 ہے یہ بہت اہم ہے جس میں اللّٰہ تعالیٰ نے دنیا کی زندگی میں جو لوگ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں یا بتوں کی پیروی کرتے ہیں بہرحال وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ کرتے شرک ہیں اور شرک کی بنیاد پر وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ان کی منظر کشی کی ہے کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا مثلاً آپ دیکھیں بعض اوقات دو دوست ہوتے ہیں دوستی کی بنیاد کیا ہے شرکیہ رسمیں، غلط عقائد اکٹھے ہو گئے ہیں بڑی اچھی دوستی ہے اب ان میں اگر آپس میں لڑائی ہو جاتی ہے تو دوست کیا کرتے ہیں وہی دوست جو شیروشکر تھے جو ایک دوسرے کے بغیر جیتے نہیں تھے ایک دوسرے کا نام لے لے کر دم بھرتے تھے اب وہ ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ اچھالنا شروع کرتے ہیں نہیں اس نے مجھے یہ کہا نہیں اس سے مجھے یہ نقصان ہوا یہ ایسی تھی یہ ویسی تھی اور کبھی ایسا ہو کہ آپ کے پاس ایسے کیس آئیں کہ جس میں وہ

دو دوستوں کی لڑائی ہو گئی ہے اور آپ ان کی صلح کروانا چاہتی ہیں پھر آپ دیکھیں کہ وہ دونوں دوست جو اتنے گہرے دوست تھے اب کیسی باتیں کرتے ہیں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف۔ کتنی افسردگی انسان کو ہوتی ہے کہ دیکھو ایک وقت تھا آپس میں یہ ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے خیال کرتے تھے لیکن اب یہ کیسی باتیں کرتے ہیں دوستی کا انکار اور لعن طعن اسی طرح کبھی والدین میں اور اولاد میں لڑائی ہو جائے والدین کتنا بولتے ہیں کہتے ہیں نہیں نہیں یہ میری اولاد ہی نہیں ہے میں نے تو اس کو عاق کر دیا میں نے تو اس کو جنم دیا تھا لیکن بس اب ختم دودھ حرام اس پر اور فلاں اور فلاں ایسے ایسے پالا اور یہ میری اولاد بس یہ میری اولاد ہی نہیں اب ، اولاد والدین کو کیسے برا بھلا کہتی ہے آپ نے تو کبھی ہم سے حسن سلوک ہی نہیں کیا۔ آپ نے تو کبھی خیال ہی نہیں کیا، آپ تو ہمیں تنگ ہی کرتے رہے اف آپ نے ہمیں ستا دیا آپ نے ہماری تربیت نہیں کی پچھلے دنوں ایک ماں بیچاری رو رہی تھی کہ بیٹی کہتی ہے کہ آپ نے ہماری اچھی تربیت نہیں کی تو جب انسان خود ماں باپ بنتا ہے نا پھر پتہ چلتا ہے ماں باپ کیا چیز ہوتے ہیں بچپن کیسا اولاد کا ہوتا ہے پھر بچے جب انکھ کھولنے لگتے ہیں تو پھر جو ہے وہ کیا کرتے ہیں پھر ذرا اور آگے بڑھتے ہیں کیونکہ دفعہ پنجابی کا محاورہ ہے کہ بچے جب ان بیاہے ہوتے ہیں کنوارے ہوتے ہیں "کنوارے توڑیں روٹیاں اور بیاہے توڑیں بوٹیاں" یعنی جو کنوارے ہوتے ہیں وہ تو صرف روٹی مانگتے ہیں اور جب شادی شدہ ہو جاتے ہیں پھر بوٹیاں توڑنی شروع کر دیتے ہیں اتنی ان کی ضروریات اور مسئلے مسائل ہوتے ہیں کہ پنجابی کا محاورہ ہے " کنوارے کھان روٹیاں تے ویائے توڑن بوٹیاں" اور اب آپ دیکھیں کہ اولاد والدین آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہیں کبھی آپ کو اتفاق ہو اور آپ دیکھیں ویسے اللہ نہ کرے لیکن معاشرے میں ایسا ہوتا ہے میاں بیوی کی آپس میں لڑائی ہو جائے اب کل ہی USA کی مثال کوئی دے رہا تھا کہ ہمارے گھر میں بیس لوگ جمع تھے سات بچوں کی ماں ہے تو میاں بیوی کی آپس میں طلاق ہو رہی ہے تو وہ آپس میں ان کی صلح کروانے کے لئے دونوں طرف سے لوگ جمع تھے تو کھانا پکایا اور یہ مصروفیت تو پھر میں نے کہا اچھا پھر اینڈ ہوا کیا کہنے لگی کہ بیوی تو پھر مان گئی لیکن شوہر جونہی گھر گیا تو جو میٹنگ میں باتیں ہوئی تھیں پھر وہ اس سے مکر گیا تو ہوتا کیا ہے ایسے میں کئی دفعہ ایسے بیٹھنے کا اتفاق ہوا کہ میاں بیوی کی آپس میں اب صلح کروانی ہے اور اس وقت پنچایت میں جب بیٹھنے کا اتفاق ہوا تو اس وقت لگتا تھا کہ واقعی زمین جگہ دے تو انسان اندر چلا جائے کہ بیوی شوہر کے خلاف کیا باتیں کر رہی ہے اور شوہر بیوی کے خلاف کیسی باتیں کرتا ہے۔ میاں بیوی کا رشتہ کتنا خوبصورت ہے ایک دوسرے کے لباس لیکن اب ایک دوسرے کو پہچان نہیں رہے کیا کر رہے ہیں **يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ** ایک دوسرے کا انکار اور کیا کر رہے ہیں **وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا** لعن طعن ، یہ برا تھا اس نے یہ کیا وہ کیا شوہر بیوی کے خلاف ایسی ایسی باتیں کہ زبان زیب نہیں دیتی جب طلاق ہو جاتی ہیں جب خلع لے لیا جاتا ہے تب بھی آپ دیکھیں لڑکی والے کیا باتیں کرتے ہیں اور لڑکے والے کیا باتیں کرتے ہیں اور ہم اس وقت ایسی بات نہیں کہتے کہ دونوں میں غلطی تھی کسی میں کم ہوتی ہے کسی میں زیادہ کوئی بھی فرشتہ نہیں ہے دونوں میں غلطی ہے کسی میں کم کسی میں زیادہ لیکن اس وقت کیا کرتے ہیں انسان ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہیں پھر انجام کیا نکلتا ہے دنیا میں ان کا **مَأْوَىٰ** کیا بن جاتا ہے کبھی طلاق، گڑھا،تباہی ،مسائل ہی ہوتے ہیں نا پھر اولاد الگ ہے شوہر الگ ہے بیوی الگ ہے وہی جو بہت اچھے دوست تھے اب وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے سارے راز جو دوستوں کو پتہ تھے اب انہوں نے کیا کیا کہ انہوں نے اگل دئے تو یہ ساری باتیں کیا ہیں آپ دنیا کی زندگی سے آخرت کی زندگی کی طرف جائیے کہ یہاں تو کوئی دوست نہ بھی ملے ختم ہوگئی دوستی کہ نئی دوستی کی طرف آپ جائیں گے اولاد نے نہیں پوچھا کچھ اور چیز کام آ جائے گی اور اگر میاں بیوی کے

درمیان جدائی ہو گئی ہے تو کیا ہے کہ بعض اوقات شوہر دوسری شادی اور بیوی دوسری شادی کی طرف چلے جاتے ہیں پھر یہاں کا معاشرہ بھی بہت تحفظ دیتا ہے اکیلی ماں اور جو بھی لوگ ہیں ان کو کچھ نہ کچھ ماویٰ مل ہی جاتا ہے آخرت میں ہوگا کیا اللہ رب العزت آخرت کے بارے میں کہتے **ہیں الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (67- سورت الزخرف)-** دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوائے متقین کے۔ کیا کام آیا صرف تقویٰ وہاں صرف جو دوستی کام آئے گی حسب نسب دولت کے ڈھیر کچھ کام نہیں آئیں گے صرف تقویٰ۔ **كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا فَآتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ** (38- سورت الاعراف)- ہر گروہ جب جھنم میں داخل ہوگا تو اپنے پیش رو گروہ پر لعنت کرتا ہوا داخل ہوگا حتی کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گے تو ہر بعد والا گروہ پہلے گروہ کے حق میں کہے گا اے ہمارے رب یہ لوگ تھے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا لہذا انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے مثلاً آپ امتحان دے رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ مجھے امتحان حل کرنے میں مدد دیجیے دوسرا اس کو جواب دے دیتا ہے اب اس کا جواب غلط ہوتا ہے تو اب اس کا بھی غلط ہو جاتا ہے تو جب وہ نمبر دیکھے تو کہے کہ چونکہ اس نے مجھے غلط بتایا تھا اب اس کو لعن طعن کہ اس نے مجھے غلط بتایا۔ ،کیونکہ اس نے مجھے چاول بنانے کی یہ ترکیب بتائی تھی اس لئے چاول خراب نکل آئے اس کو برا بھلا کہنا تو کیا ہوتا ہے کہ دنیا میں ہم اپنی لا تعداد کوتاہیاں اپنے مسئلے مسائل دوسروں پر ڈالنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کو پوچھا جائے تو یہاں یہ بھی پھر اب سورت الاحزاب میں کیا کہا **وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا ۔ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا (67,68-** سورت الاحزاب) آپ دیکھ لیں کہ پیروکار اپنے لیڈروں کے بارے میں کہیں گے کہ انہوں نے ہم کو راہ سے بے راہ کر دیا تھا اے ہمارے رب تو انہیں دوہری سزا دے اور ان پر سخت لعنت کر تو یہ ہے بات کہ جن کی دوستی کی بنیاد شرکیہ رسمیں ہیں گناہ ہیں بت پرستی ہیں مزار ہیں اور اس طرح کے کام ہیں تو آخرت میں ہوگا کیا کہ یہ اس میں ایک دوسرے کو پہچانے گے بھی نہیں کوئی کام نہیں آئیں گے اب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں

آیت نمبر 26. فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

ترجمہ۔ اُس وقت لوطؑ نے اُس کو مانا اور ابراہیمؑ نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، وہ زبردست ہے اور حکیم ہے

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ اس وقت حضرت لوط علیہ السلام نے اس کو مانا اب آپ دیکھیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے نکلے ہیں انہوں نے آیت نمبر 25. میں جو بات ہے وہ اپنی قوم کے سامنے رکھی ہے قوم کو دلائل سے سمجھا رہے ہیں آپ دیکھیں کہ آگ سے نکلے ہیں پھر اپنی قوم کو سمجھا رہے ہیں اتنے خوبصورت طریقے سے کہ کوئی چیز بھی انسان کے کام نہیں آتی مرنے کے بعد صرف نیکی تقویٰ اور تقویٰ والی دوستیاں کام آتی ہیں اب کوئی بھی ان پر ایمان نہیں لایا کون ایمان لائے **فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ "ہ "** کی ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہے **فَآمَنَ لَهُ** کہ اس کو مانا **لُوطٌ** نے اب آپ دیکھ لیں کہ **آمَنَ** کے ساتھ جب لام کا صلہ آتا ہے تو اس کے معنی ہوتے ہیں کسی شخص کی بات ماننا اور اس کی اطاعت کرنا حضرت لُوط علیہ السلام اس وقت ایک نوعمر لڑکے ہی سہی لیکن کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اپنے چچا کو دیکھا کہ وہ ایسے دلائل سے بات کر رہے ہیں اور اتنی اچھی بات کر رہے ہیں تو فوراً انہوں نے اپنے چچا کی بات کو مان لیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کی

اور ان کی پیروی اختیار کر لی تو مفسرین یہ بات بھی کہتے ہیں کہ ایسا نہیں تھا کہ حضرت لُوط علیہ السلام پہلے مشرک تھے شرک کر رہے تھے اور آپ کی اس تقریر کے بعد پھر آپ نے توحید کو اختیار کیا کیوں؟ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو بھی اللہ کا پیغمبر ہے اس نے کبھی کسی زمانے میں بھی شرک نہیں کیا تو گویا کہ وہ پہلے بھی نیک تھے لیکن اب آپ نے جب دعوت دی تو پھر کیا کیا؟ کہ آپ نے اپنے چچا کی بات جو کہ پیغمبر تھے اس کا اقرار کیا اور چونکہ آتشِ نمرود سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بالکل صحیح سلامت باہر آگئے تھے تو انہوں نے جب یہ معجزہ بھی دیکھا تو فوراً ان کی تصدیق کی اور یہاں پہ حضرت سارہ کا ذکر نہیں ہے حضرت سارہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ آپ کی چچا زاد بہن تھیں وہ بھی مسلمان ہو چکیں تھیں بہرحال اب کیا ہوا؟ **وَقَالَ إِنِّى مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّىٓ** اورحضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں تو یہ **قَالَ** یہ جو فعل ہے ماضی کا تو بعض لوگ کہتے ہیں یعنی ایک رائے یہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں، اپنے رب کی خاطر ملک چھوڑ کر نکلتا ہوں اب آپ دیکھیں کہ قوم مشرک ہے قوم برائیوں پر آمادہ کر رہی ہے قوم ہدایت کا راستہ اختیار ہی نہیں کر رہی تو اب حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم کو چھوڑ کر وہاں سے ہجرت کرتے ہیں اللہ کی خاطر نکل کھڑے ہوتے ہیں اور اس کا کیا مطلب ہے؟ **وَقَالَ إِنِّى مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّىٓ** میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ میرا رب جہاں مجھے لے جائے گا وہاں میں چلا جاؤں گا اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے میں نے کفر کی دھرتی کو، کفر کرنے والوں کو شرک کی دھرتی کو اور شرک کرنے والوں کو چھوڑ دیا ہے اب رب کی عبادت میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی تو جہاں میرا اللہ مجھے لے جائے گا میں وہاں پہ چلا جاؤں گا اور اسی طرح کی بات ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی ملتی ہے آپ(سورت القصص آیت نمبر 20-) دیکھیں کہ قوم ان کے قتل کے مشورے کر رہی ہے ایک شخص کہتا ہے کہ آپ یہاں سے نکل جائیے پھر وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ **قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (21- سورت القصص)** پھر وہ کیا کہتے ہیں **عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ (22- سورت القصص)** امید ہے کہ میرا رب مجھے ٹھیک راستے پر ڈال دے گا اسی طرح رسول اللہ ﷺ مکہ کو چھوڑ دیتے ہیں جب قوم تنگ کرتی ہے تو اللہ مدینہ میں ان کے لئے راستے ہموار کر دیتا ہے تو اللہ کے راستے میں ہجرت کرنا ، اسلام کا راستہ ہجرت کا راستہ ہے اللہ کی محبت میں اللہ کی خاطر سب کچھ چھوڑ دینا دوسری رائے یہ ہے کہ **وَقَالَ إِنِّى مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّىٓ** یہ حضرت لوط علیہ السلام کا قول ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام اس وقت پکار اٹھتے ہیں کہ میں یہاں سے ہجرت کرتا ہوں آپ کو پتہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ہجرت کی تو ساتھ میں حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے حضرت سارہ بھی تھیں حضرت سارہ کا یہاں پہ ذکر نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہی تھیں تو بہرحال جب آپ پڑھیں گی قرآن کی مختلف تفاسیر تو ایک رائے یہ بھی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ میں اللہ کی طرف ہجرت کرتا ہوں **إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ** بے شک وہ زبردست ہے اور حکیم ہے اب آپ دیکھیں **ٱلْعَزِيزُ** اس کے کیا معنی ہیں **ٱلْعَزِيزُ** کے تین معنی ہیں ایک معنی ہے قدر ،عزت دوسرے معنی ہیں قہر ،قوت کے تیسرے معنی اس کے غلبے کے ہیں **إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ** کہ وہ ہی عزت دینے والا ہے تم مجھے نکال کر جو ذلیل کر رہے ہو یا نکلنے پر مجھے مجبور کر رہے ہو تو میں اللہ کی طرف جاتا ہوں وہ مجھے عزت دے گا پھر دوسرے اگر آپ اس کو قوت کے معنی میں لیں تو اللہ کا قہر زیادہ ہے تم سے اور اگر آپ اس کو غلبے کے معنی میں لیں تو اللہ بڑا زبردست ہے بڑا غلبے والا ہے **ٱلْحَكِيمُ** حکیم کے بھی دو معنی ہیں اگر اس کو آپ حکمت کے معنی میں لیں کہ اللہ کے فیصلوں میں بڑی حکمت ہے اللہ بڑا تدبیر والا ہے اور اگر آپ حکم کے معنی میں لیں حکم ،فیصلے، اختیار تو اس کے معنی کیا ہیں کہ میرے حق میں جو

فیصلہ اللہ کرے گا وہی ٹھیک ہوگا، جہاں اللہ مجھے لے جائے گا اللہ کا فیصلہ حکمت والا ہوگا بہترین ہوگا وہ اللہ میری حمایت، میری حفاظت اور مجھے عزت دینے پر مجھے قادر ہے **إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ** اب آپ دیکھیں یہاں پہ ایک اور بات ہمارے سامنے آتی ہے جب قربانیاں اتنی خوبصورت ہوں جب اللہ کے راستے میں انسان نکل کھڑا ہو قوم ، وطن، ملک، والدین سب کو چھوڑ دیا ہے اب ظاہری طور پر کوئی مضبوط سہارا پاس نہیں ہے حالات بڑے ہی پریشان کن ہیں لیکن تاریکیوں میں سے روشنیاں کیسے پھوٹتی ہیں رات کے اندھیروں میں سے دن کا اجالہ کیسے نمودار ہوتا ہے اللہ رب العزت اعلان کرتے ہیں اللہ رب العزت کہتے ہیں

آیت نمبر 27۔ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ

ترجمہ۔ اور ہم نے اسے اسحاقؑ اور یعقوبؑ (جیسی اولاد) عنایت فرمائی اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی، اور اسے دنیا میں اُس کا اجر عطا کیا اور آخرت میں وہ یقیناً صالحین میں سے ہو گا

وَوَهَبْنَا لَهُ اور ہم نے اس کو بخش دیئے ایک چیز ہوتی ہے وھبی اور ایک ہوتی ہے کسبی کسب کیا ہوتا ہے کمائی سے محنت سے آپ لیتے ہیں وھبی ہوتی ہے اللہ کی بخشش ، اللہ کی عطا کردہ تو کیا ہے اللہ کا انعام **وَوَهَبْنَا لَهُ** اور ہم نے اس کو عطا کردیئے ،ہم نے اس کو بخش دیئے "ہ" کی ضمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے ہے کیا بخشا؟ **إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ** ہم نے اسے اسحاق جیسا بیٹا اور یعقوب جیسا پوتا عطا کیا **وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ** اور ہم نے رکھ دی اس کی نسلوں میں (**ذ ر ر**) اس کے معنی کیا ہوتے ہیں چھوٹی چیونٹی اسی سے یہ نسل کے لئے بھی آتا ہے ہے جیسے چیونٹیاں پھیلتی چلی جاتی ہیں بہت تیزی سے بڑھتی ہیں پھلتی پھولتی ہیں اسی طرح انسان کی نسل بیٹے، بیٹوں کی اولاد اور اس کی اولاد آگے ہی آگے یا پھر بیٹیاں بیٹیوں کی اولاد تو کیا ہے **ذُرِّيَّتِهِ** سے مراد نسل، اولاد تو اس کی اولاد میں ،اس کی نسلوں میں ہم نے کیا چیزیں رکھیں دو باتیں رکھیں **النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ** نبوت رکھی اور کتاب رکھی تو آپ دیکھ لیں کہ یہاں پہ نبوت اور الکتاب اسم جنس کے طور پر استعمال ہوا ہے کیوں اس لئے کہ اللہ تعالی نے ایک نبی نہیں ان کی اولاد میں پیدا کیا اور صرف ایک ہی کتاب ان کو نہیں دی تھی بلکہ کیا تھا کہ ان کی نسلوں میں اللہ تعالی نے نبی پیدا کیے اور آپ دیکھ لیں کہ اللہ تعالی نے آپ کو ایسا خوبصورت انعام دیا کہ حضرت اسحاق علیہ السلام پھر حضرت یعقوب علیہ السلام پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک مسلسل اس خاندان میں پیغمبری کا سلسلہ جاری رہا دوسری طرف کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک اور بیٹے **مدیان** کی نسل میں حضرت شعیب علیہ السلام پیدا ہوئے اسی طرح پھر آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی اللہ کے پیغمبر تھے اور پھر ان کی نسل میں حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے جن کی پیغمبری قیامت تک جاری ہے اور پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالی نے جو آپ کی نسل پر مہربانی کی کہ آپ تھے ابو الانبیاء اور پھر آپ کی اولاد میں جو نبی پیدا ہوئے تو کیسے دنیا کی ساری قومیں آپ کو مانتی ہیں یہودی بھی مانتے ہیں عیسائی بھی مانتے ہیں اور پھر اس کے علاوہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی گئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس زبور تھی اور محمد ﷺ کے پاس کتاب قرآن مجید تو یہ ہیں اس کے معنی کہ اللہ رب العزت نے آپ کو اتنا نوازا بہت سے نبی، نبیوں کی لڑی اور اسی طرح بہت سے کتابیں اور تیسری کیا بات کہی **وَءَاتَيْنَٰهُ أَجْرَهُۥ فِى ٱلدُّنْيَا** کہ ہم نے اسے دنیا میں اس کا اجر عطا کیا **وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْءَاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ** اور آخرت میں وہ یقیناً **ٱلصَّٰلِحِينَ** میں سے ہوگا اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جب کوئی نیک

عمل کرتا ہے اللہ کی خاطر اپنا مال اپنی اولاد اپنا حسب نسب اپنا خاندان چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی اس کا صلہ عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی اس کا اجر عطا کرتا ہے تو جب آپ نے ہجرت کی اللہ کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات جو تھے وہ بہت طویل تھے بہت کثیر تھے اولاد میں نبوت، اولاد میں کتابیں، کتابوں کا سلسلہ اور دنیا میں یہ اجر دیا اللہ تعالیٰ نے اور آپ دیکھیں کہ کسی کے لئے دنیا میں سب سے بڑی نعمت اس کی اولاد کا نیک ہونا ہے محل جیسے گھر ہیں زیور کے سیٹ ہیں دولت کے انبار ہیں فیکٹریاں ہیں سارا کچھ ہے اگر اولاد ہی راہ راست پر نہ ہو تو پھر کیا ہوگا جیسے میری ایک دوست بتا رہی تھی کہ اس کے رشتہ داروں میں انکل تھے وہ یونیورسٹی میں ڈاکٹر بیوی بھی ڈاکٹر بڑی اچھے عہدے پر اور بیٹا تھا نافرمان اور پھر کیا ہوا کہ پہلے جیسے گاڑی کا لائسنس لینے کے لئے ضد کی اس نے پھر اس کے بعد جیسے اولاد بہت تنگ کرتی ہے تو والدین مجبور ہو جاتے ہیں پھر لائسنس اس کو لے دیا پھر اس کے بعد ایک دن اس نے گاڑی نکالی ہے اور تیز رفتاری سے گاڑی وہ لے جارہا تھا جتنی اس کو لے جانی نہیں چاہئے تھی عمر بھی زیادہ نہیں تھی پھر وہ گاڑی اکیلی ہی ٹکرا ٹکرا کے پل سے گر گئی اور ختم۔ ایک ہی بیٹا تھا کہہ رہی تھی کہ وہ لوگ والدین ڈپریشن میں چلے گئے ہیں بڑا سا گھر ہے دولت باپ کی دولت ماں کی دولت اصل دولت تو اولاد ہی تھی اب وہ چلی گئی دنیا سے تو اب کیا ہے کہتی ہیں کہ کچھ اپنے آپ میں ہی نہیں ہیں تو اصل بات کیا ہے **وَءَاتَيْنَٰهُ أَجْرَهُۥ فِى ٱلدُّنْيَا** اور اسے دنیا میں اس کا اجر عطا کیا وہ آپ کو سنائی تھی نا کہ وہ چالیس ہزار درہم کا بیٹا تو اب آپ دیکھیں کہ ساری رقم کا ماں نے کیا کیا؟ بیٹے کی پرورش، تعلیم اور علم کے حصول پر خرچ کر دی تو باپ اس پر خوش تھا کہ تم نے بہت اچھا خزانہ تیار کر دیا اور یہ بہت اچھا تحفہ ہے جو تم نے مجھے دیا تو کیا بات اس سے پتہ چلتی ہے کہ اصل چیز کیا ہے کہ دنیا میں کسی کی نیکی کا بدلہ کسی کو ملے تو اس کی اولاد میں اس کی نسلوں میں نیکی آجائے اور اس کے لئے ہم سب کو دعا کرنی چاہئے **وَمِن ذُرِّيَّتِي** حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی فکر تھی اور مجھے اور آپ کو بھی اس کی فکر ہونی چاہئے اور صرف اپنی اولاد کی نہیں کہ ہماری اولاد کا کیا بنے گا اولادوں کی بھی اولاد کا کیا بنے گا کیونکہ یہاں پہ جس جگہ ہم بیٹھے ہیں نسلیں اپنا تشخص ،اپنی اسلامی اقدار ان کو کھوتی جا رہی ہیں گم ہوتی جا رہی ہیں اور یہ امتِ مسلمہ کے لئے بہت بڑا المیہ بھی ہے اور نئے مسلمان جس طرح سے دین کو لے کے چل رہے ہیں باعمل مسلمان ہیں اور آج ہم نے یہ ایک اصطلاح گھڑ لی کہ فلاں باعمل مسلمان ہے اور فلاں مسلمان تو ہے لیکن باعمل نہیں ہے اور مسلمان کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ عمل کرنے والا **وَءَاتَيْنَٰهُ أَجْرَهُۥ فِى ٱلدُّنْيَا وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ** اور آخرت میں یقیناً **صَّٰلِحِينَ** میں سے ہوگا تو آپ دیکھ لیں کہ دنیا میں یہ سرفرازی کہ چار ہزار سال سے دنیا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام روشن ہے قیامت تک رہے گا یہودی، عیسائی، مسلمان تمام لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیلِ رب العالمین مانتے ہیں اور آپ کا نام بھی بڑے شوق سے رکھتے ہیں یہودی بھی، عیسائی بھی، مسلمان بھی تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں صرف دنیا ہی نہیں آخرت میں جو اجر عظیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملے گا وہ ایسا ہوگا جو کہ بہت ہی بہترین ہوگا کیا ہے؟ **وَإِنَّهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ لَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ** کہ وہ میرے **ٱلصَّٰلِحِينَ** میں سے تھا تو آخرت میں بھی میرے پسندیدہ بندوں میں ان کا شمار ہوگا تو یہاں پر بتایا یہ جارہا ہے آیت نمبر 27 میں کہ ہجرت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیا انعام اور اکرام سے نوازا دنیا میں بھی اور آخرت میں اللہ کیا دینے والا ہے تو اصول کیا ہے؟ کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو خوشخبری دی جارہی ہے کہ مکی زندگی میں کفار نے جو آپ پر ظلم و ستم توڑ رکھے ہیں اب آپ کے سامنے ہجرت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تو آپ کو تسلی دی جارہی ہے کہ مکی دور کے غموں کی اندھیری رات ختم ہو کر ہجرت آپ کے لئے صبح روشن کی

طرح ہے۔ ہجرت کے مرحلے سے اے مسلمانوں! پریشان نہ ہو جس طرح ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے ربِ عظیم اور حکیم کے بھروسے پر دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ہجرت کی تھی تو اے مسلمانوں، اے محمد ﷺ آپ بھی اپنے رب کی خاطر اپنی قوم کو چھوڑ دیجئے اللہ تعالیٰ آپ لئے دنیا اور آخرت دونوں میں اچھے ساتھی پیدا کر دے گا، سارا کچھ اللہ دے دے گا تو اس سے پھر میرے اور آپ کے لئے کیا عمل کااصول ملتا ہے؟ کہ اللہ کی زمین محدود نہیں ہے، اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ جس جگہ بھی ہم موجود ہیں اور وہاں پہ ہمیں دین کو قائم رکھنا، ایمان کو بچانا، دین پر عمل کرنا مشکل ہو جائے اور ہمیں لگے کہ ہمارے بچے بے راہ رو ہو رہے ہیں ہم بھی پگھل رہے ہیں اسلام خطرے میں نظر آ رہا ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح رسول اللہ ﷺ کی طرح صحابہ اور صحابیات کی طرح دامن جھاڑ کر یہاں سے اٹھ کھڑے ہونا ہے خواہ پہاڑوں میں جا کے رہنا پڑے، خواہ جنگلوں میں جا کر پتے کھانے پڑیں بس اصل چیز جو بچانے کی ہے وہ ایمان ہے اور اللہ ان دیکھے راستوں سے تمہارے لئے رزق نازل کرے گا، آسمان سے بارش ہوگی ،نہریں ہوں گی، رزق، ہر طرف پھلوں کی پھولوں کی کثرت ہوگی فراوانی ہوگی پر ایک شرط ہے ڈرنا نہیں اور اس بات کو یاد رکھنا **إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ** بحرین میں ایک آدمی تھا حالانکہ بحرین اسلامی ملک ہے اور اس کاجب انٹرویو ہوا اور کہا گیا نوکری نہیں ملے گی جب تک تم داڑھی نہ کٹوا دو۔ اس نے کہا میں تو نہیں داڑھی کٹواتا تم نے نوکری دینی ہے تو دو نہیں دینی تو نہ دو پھر کیا ہوا کچھ ہی دنوں بعد اس کو سعودی عرب میں حرم میں نوکری مل گئ اور پہلے سے بھی اچھی اور اللہ کے گھر میں تو اصل بات کیا ہے پہلی چیز اخلاص، ہجرت کرنی ہے گناہوں سے، شرک سے، ہر چیز کو چھوڑ دینا اللہ کی خاطر، سب کچھ چھوڑ دینا اور پھر اسکے بعد وصال ہے ،ملاپ ہے ہر چیز کا پھر دنیا اس کے قدموں کے نیچے آ جاتی ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ بہت اس کو نوازیں گے تو جب کبھی آپ فیصلے کریں رشتے ناتوں کے، گھر کے اور کوئی بھی کام جو کریں اور جو دوستیاں ہیں جو کچھ بھی ہے دنیا کے مفاد کی بجائے اللہ کی خاطر آپ کریں گے تو آپ اس بات کو آج بھی آزما کے دیکھ لیں کہ آپ کے قدموں میں وہ چیزیں آئیں گی جن کے لئے دنیا نظریں اٹھا اٹھا کر، سر اٹھا اٹھا کر دیکھے گی اور دنیا جس کے لئے خواہش اور تمنا کرتی ہے جس کی طلب میں ساری زندگی کھپا دیتی ہے لیکن ایک شرط ہے " **لِلّٰہِ** اور **فِی اللہ**(محبت اور نفرت اللہ کے لئے)" کی تصویر بن جائیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام " **لِلّٰہِ اور فی اللہ**" کی عملی تصویر تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انعام و اکرام سے نوازا ہے پھر اس کے بعد حضرت لُوط علیہ السلام کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں

آیت نمبر 28۔ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ
ترجمہ۔ اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا "تم تو وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے نہیں کیا ہے

وَلُوطًا اور لُوط **إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ** جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا **إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ** کہ تم تو فَاحِشَة کے لئے آتے ہو، تم تو وہ فحش کام کرتے ہو **مَا سَبَقَكُم بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ** کہ نہیں سَبقَت کی اس کام پر **مِنْ أَحَدٍ** کسی ایک نے بھی **مِّنَ الْعَالَمِينَ** دُنیا والوں میں سے کہ اے قومِ لُوط، حضرت لُوط علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ تم تو وہ کام کرتے ہو کہ ایسا کام دنیا کی قوموں میں سے کسی نے نہیں کیا اور عملِ قومِ لُوط کی ابتدا کس نے کی تھی؟ حضرت لُوط علیہ السلام کی قوم نے اس بُرے فعل کی ابتدا کی تھی۔ وہ بے حیائی کا کام کرتے تھے، مردوں سے جو بُرا فعل کرتے تھے، اپنی عورتوں

کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے تھے تو **الْفَاحِشَةَ** سے مراد مفسرین کیا بتاتے ہیں کہ کھلی ہوئی بدکاری اور بے حیائی کو کہتے ہیں ایسی بدکاری اور بے حیائی جس کے اختلاف میں کوئی گنجائش نہ ہو تو **لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ** کے الفاظ سے کیا پتہ چلتا ہے حضرت لُوط علیہ السلام اپنی قوم کی اخلاقی حس کو بیدار کر رہے ہیں ان کو غیرت دلا رہے ہیں ان کو شرم دلا رہے ہیں کہ یہ وہ بے حیائی ہے جو روئے زمین پر تم ہی نے (ایک فیشن کی حیثیت سے) اختیار کی ہے یہ لعنت جو ایک قومی تہذیب بن گئی ہے کسی دنیا کی قوم نے آج تک نہیں کی۔ دنیا کی قوموں نے گناہ تو کیے یہ کام کسی قوم نے نہیں کیا یعنی تم پر کوئی سبقت نہیں لے جا سکا حیف ہے تم پر، تُف ہے تم پر ،افسوس ہے تم پر

آیت نمبر 29۔ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ ۖ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ

ترجمہ۔ کیا تمہارا حال یہ ہے کہ مَردوں کے پاس جاتے ہو، اور رہزنی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بُرے کام کرتے ہو؟" پھر کوئی جواب اس کی قوم کے پاس اس کے سوا نہ تھا کہ انہوں نے کہا "لے آ اللہ کا عذاب اگر تو سچّا ہے"

أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ پھر کہتے ہیں کہ کیا تم جاتے ہو مردوں کے پاس **أَئِنَّكُمْ** کیا تم **لَتَأْتُونَ** دوڑتے ہو **الرِّجَالَ** مردوں کے پاس۔ تمہارا حال کیا ہے کہ تم مردوں کے پاس دوڑتے ہو، تم مردوں کے پاس جاتے ہو تو وہ مردوں کے پاس کیوں جاتے تھے؟(سورت الاعراف) میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں **إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ ٱلرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ ٱلنِّسَآءِ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ** (81۔ سورت الاعراف) ۔تم خواہشِ نفس پوری کرنے کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو۔ تم ہم جنس پرستی کرتے ہو۔ وہ کیا کرتے تھے جب کوئی مسافر یا خوبصورت لڑکا ان کے ہتھے چڑھ جاتا تو اس کو اپنے ڈیرے پر لے جاتے پھر باری باری ایک دوسرے کے سامنے اس کے ساتھ یہ عمل کرتے تھے اس میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تھے تو عمل قومِ لوط کتنا بُرا تھا کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ وہ بے حیائی کا کام کرتے تھے پھر آپ دیکھئے کہ تھا بُرا فعل لیکن فیشن بنا ہوا **وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ** اب انہیں کہتے ہیں اور تم راستہ کاٹ دیتے ہو۔ بعض نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ تم راستے کو مارتے ہو تم رہزنی کرتے ہو یہ ترجمہ بھی ہے کہ تم لوگ راستے بند کرتے ہو۔ اس کے بارے میں مفسرین یہ کہتے ہیں کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لوگ وہ کیا کرتے تھے؟ نمبر ایک کہ آنے جانے والے جو مسافر تھے ان کے راستے کو روک دیتے تھے کیسے راستے کو کاٹتے تھے؟ کہ جب وہ آنے جانے والے آتے جاتے تھے تو ان کو لوٹتے تھے، قتل کر دیتے تھے پھر کبھی یہ کرتے تھے کہ راستے میں کنکریاں رکھ دیتے تھے، پتھر رکھ دیتے تھے کہ وہ گزر نہ سکیں یہ بھی اس کے معنی ہیں آپ بھی دیکھیں گاڑی چلا رہے ہوں، جا رہے ہیں راستے میں کوئی رکاوٹ پڑی ہوئی ہے آپ رک گئے آپ جا نہیں سکتے یا ویسے راستہ روکا ہوا ہے پتہ چل گیا کہ کہیں لوگ گاڑیوں کو لوٹ رہے ہیں جیسے پاکستان میں ہم جا رہے تھے جب سامنے سے آنے والی گاڑی لائٹ دے کر فلیش کرتی تھی تو میں نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے کہنے لگے کہ اس کا مطلب ہے کہ آگے کوئی خطرہ ہے بعض جگہوں پر اندھیرے کے وقت یا ایسی سنسان جگہوں پر لوگ کیا کرتے ہیں گاڑیوں کو ،ٹرکوں کو، کاروں کو روک کر پیسے زیور چیزیں چھین لیتے ہیں تو فلیش والی گاڑی بتاتی ہے کہ وہاں آگے خطرہ ہے دوسری طرف سے آنے والی گاڑیبحرحال وہ لوگ کیا کرتے تھے کہ راستہ روک کر لوگوں کا راستہ بند کرتے تھے پھر اس کے

ایک معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ جو مسافر آتے تھے یا جو گزرنے والے لوگ ہوتے تھے ان کو زبردستی پکڑ پکڑ کر ان سے بے حیائی کا کام شروع کردیتے تھے تو لوگوں کے لئے راستہ گزرنا مشکل ہو جاتا تھا۔ تو لوگ کیا کرتے تھے گھر بیٹھے رہنے میں ہی عافیت سمجھتے تھے۔ تو ان کا برائی کرنے کا ایک ہی طریقہ نہیں تھا بلکہ کیا تھا کہ وہ لوگوں کے راستے، راہگیروں کے راستے بند کر دیتے تھے، ڈاکے ڈالنا یہ سارے کام تھے اصل میں **سَّبِيلَ** راستے کو کہتے ہیں اور **السَّبِيلَ** ہے فطرت کا راستہ اور اگر آپ اس کو فطرت کے راستے کے طور پر لیں تو اب کیا ہے کہ اگر عورت کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جا کر بے حیائی کا کام کیا جائے شہوت رانی کی جائے تو کیا ہے فطرت کی راہ مارتے ہو فطرت کے راستے کو تم کاٹ دیتے ہو ہے اگر کسی قوم میں یہ بیماری عام ہو جائے تو لازمی نتیجہ کیا ہے کہ عورتوں کی طرف مردوں کی رغبت بالکل ہی ختم ہو جائے گی عورتوں کی طرف مرد رجوع ہی نہیں کریں گے اور پھر راستہ کاٹنے کا مطلب کیا ہے؟ کہ نسلِ انسانی کا راستہ کاٹتے ہو نسلِ انسانی کا راستہ کیسے کٹتا ہے کہ اگر مرد مرد کے پاس جائیں گے تو جب عورت کے پاس جائیں گے ہی نہیں تو پھر پیداوار کہاں سے آئے گی بچے کہاں سے آئیں گے اور اسی طرح پیدائش کے فطری راستے کو بھی اگر مرد چھوڑ دیتے ہیں تو نتیجہ کیا نکلتا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ یہ بیماری ان کے اندر بہت عام تھی تو اس لئے یہاں پہ **وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ** کہ تم راستے بند کرتے ہو، راستوں میں قتل و غارت کرتے ہو راستوں میں عملِ قومِ لوط کرتے ہو، بے حیائی کا کام کرتے ہو یا عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس جاتے ہو یا نسلوں کو ختم کرتے ہو اوراگلی بات جو حضرت نوح علیہ السلام نے کہی وہ بہت اہم ہے **وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنكَرَ۔ وَتَأْتُونَ** فرمایا کہ تم لوگ جو ہو کرتے ہو **فِي نَادِيكُمُ** اپنی محفلوں میں اپنی، مجلسوں میں **الْمُنكَرَ** برے کام اب آپ دیکھیں کہ **نَادِي** آپ پہلے بھی پڑھ چکیں ہیں **نَادِي** کیا ہے یہ **(ن د ی)** ویسے تو ندی کو بھی کہتے ہیں اور اسی طرح یہ پکارنے کے لئے بھی آتا ہے ندا دینا، آواز دینا، بلند آواز سے پکارنے کے لئے آتا ہے کہ اس نے ندا دی اور ندی کے لئے بھی یہی لفظ آتا ہے ندی میں کیا ہوتا ہے؟ پانی رطوبت۔ تو بلند آواز انسان کیسے دیتا ہے؟ جب اس کے منہ میں رطوبت ہوتی ہے، جب منہ گیلاہوتا ہے تو اونچی آواز آپ دے سکتے ہیں روزے کے دنوں میں آپ دیکھیں شام کے وقت آواز بیٹھنے لگتی ہے بات نہیں ہوتی رطوبت ختم ہو چکی ہوتی ہے گلا خشک ہو رہا ہوتا ہے اسی طرح مجلس کو نادی کہتے ہیں محفل، مجلس، کلب اس میں ہوتا کیا ہے؟ مختلف آوازیں ہوتی ہیں کبھی آپ سیڑھیوں پہ کلاس میں جب آ رہے ہوتے ہیں آپ آپس میں باتیں کر رہے ہیں کلاس ابھی شروع نہیں ہوئی آپ دیکھیں گے مختلف طرح کی آوازیں بلند ہوتی ہیں تو اس لئے جو محفل ہوتی ہے یا کلب ہوتا ہے اس کو بھی نادی کہتے ہیں اسی طرح دار الندوہ **(ن د و)** بھی اسی سے ہے جو قُصیٰ نے مکہ میں بنائی تھی یہ اسمبلی ہال تھا(رحیق المختوم میں پڑھا تھا) جس میں کافروں کے سردار اور بڑے بڑے لوگ بیٹھ کر مشورے کرتے تھے اور فیصلے کرتے تھے ۔ آپ دیکھیں اسمبلی ہال میں بھی کیا ہوتا ہے؟ مختلف آوازیں بلند ہوتی ہیں، اونچی اونچی آواز میں لوگ باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو اب کیا ہے **وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ** اور تم آتے ہو اپنی نادی میں، اپنی مجلسوں میں۔ کیا کرنے کے لئے آتے ہو اپنی مجلسوں میں؟ **الْمُنكَرَ** یہاں پہ منکر لفظ استعمال کیا گیا ہے اور منکر ہوتا کیا ہے؟ یہ برائی کو کہتے ہیں اور برائی بھی کیسی جس کو معاشرے میں سب لوگ منکر کے نام سے جانتے ہوں جس کا انکار کیا جائے جوصحیح نہ ہو تو تم لوگ اپنی محفلوں میں منکر کے ساتھ آتے ہو برے کام کرتے ہو تو یہاں پہ **الْمُنكَرَ** سے پھر مراد ہے کیا؟ مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہ منکر کیا تھا جو وہ کرتے تھے؟ یہ کیا بے حیائی ہے جس کو اللّٰہ تعالیٰ نے **الْمُنكَرَ** کے نام سے یاد کیا ہے؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب وہ محفلوں میں بیٹھتے تھے تو کنکریاں مارتے تھے ایک دوسرے کو یہ بھی بری بات ہے کہ کسی کو بیٹھنے ہی نہ دینا ہوتا جیسے بعض لوگ

کہیں بیٹھے ہوئے چھیڑ چھاڑ کرتے رہیں کہ دوسرا بیٹھ ہی نہ سکے۔ بعض کہتے ہیں کہ جو اجنبی مسافر آتے تھے ان کا وہ **اِسْتِہْزا** کرتے تھے ان کا **اسْتَخَفَّ** ان کو ہلکا سمجھتے تھے تنگ کرتے تھے بعض کہتے ہیں کہ مجلسوں میں پاد مارنا جیسے فضول حرکتیں کرنا بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے وہ عمل قومِ لوط کرتے تھے اپنی محفلوں میں آپ دیکھیں کہ کیسی بات ہے کہ سامنے کسی کے اس طرح کھلم کھلا برائی کی جائے بعض کہتے ہیں کہ شطرنج وغیرہ کی قسم کی قمار بازی کرتے تھے اور پھر یہ کہ عجیب ان کے کپڑے اور لباس ہوتے تھے تو مفسرین کی یہ رائے بھی ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سارے ہی کام کرتے ہوں ایک منکر نہیں کرتے تھے بلکہ بے شمار منکر وہ کرتے تھے یعنی گندے کام کرتے تھے، برے کام کرتے تھے، بے حیائی کی باتیں کرتے تھے اور بے حیائی کے کام کرتے تھے **وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ ٱلْمُنكَرَ** اور اپنی مجلسوں میں برے کام کرتے ہو جیسے آپ دیکھیں اللہ رب العزت فرماتے ہیں وَلُوطًا **إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَتَأْتُونَ ٱلْفَٰحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ (54-** سورت النمل) کیا تم ایسے بگڑ گئے ہو کہ دیکھنے والی آنکھوں کے سامنے فحش کاری کرتے ہو ایک ہوتا ہے نا کہ چھپ کر کرنا اور ایک ہوتا ہے کہ اعلانیہ کرنا **فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِۦٓ** پس نہیں تھا ان کی قوم کا جواب **إِلَّآ** مَگر تو ان کی قوم جو تھی سمجھانے پر بجائے اس کہ سمجھتی ان کا جواب کیا تھا **أَن قَالُواْ** کہ انہوں نے کہا **ٱئْتِنَا بِعَذَابِ ٱللَّهِ إِن كُنتَ مِنَ ٱلصَّٰدِقِينَ** لے آ اللہ کا عذاب اگر تُو سَچا ہے، اگر تُو سچوں میں سے ہے تو لے آ اللہ کا عذاب جس سے تُو ہمیں ڈراتا ہے تو اب حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھا رہے ہیں ان کو بتا رہے ہیں اور قوم کیا کر رہی ہے؟ کہ جھٹلا رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ ہم اُس عذاب کے لئے تیار ہیں جس کی تُم دھمکی دیتے ہو تو لے آو کوئی عذاب اور اگر وہ عذاب آ گیا پھر اب مانیں گے کہ تُم سچے تھے

آیت نمبر 30۔ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ۔ حضرت لوطؑ علیہ السلام نے کہا "اے میرے رب، اِن مفسد لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما"

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي حضرت لوط علیہ السلام نے دعا کی کہ اے میرے رب میری مدد کر **عَلَى** خلاف علی یہاں پہ خلاف، مقابلے کے معنی میں ہے مقابلے میں کس کے **عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِينَ** مفسد کی جمع ہے **مُفْسِدِينَ** ان مفسد لوگوں کے مقابلے میں میری مدد کر اور یہ مفسد کیا کیا فساد کرتے تھے؟ جو بھی ان کی برائیاں تھیں جتنی تفصیلات اب تک پڑھ چکی ہیں ساری اس کے اندر شامل ہیں کہ ایک برائی نہیں کرتے تھے بے شمار برائیاں وہ کرتے تھے تو اس لئے حضرت لوط علیہ السلام نے دعا کی اور آپ دیکھ لیجئے کہ جب انہوں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی دعا کو قبول کیا اور کیسے قبول کیا؟ **وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ** تو پھر اللہ تعالیٰ نے قبول کر کے فرشتے بھیجے عذاب کے اور دوسری سورتوں میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے اور یہاں پہ بھی اگلا سبق اسی سے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پھر کیسے فرشتے بھیجے اور وہ عذاب لے کر ان کے اوپر آئے۔ پھر اب تک کا جو ہمارا سبق ہے اس سے ہمیں کیا عمل کے لئے اصول ملتا ہے خلاصہ کیا ہے؟ نچوڑ کیا ہے؟ کہ آپ دیکھیں کہ حضرت لوط علیہ السلام بھی اپنے مشن سے، اپنے مقصد سے، اپنے نصب العین سے ہٹتے نہیں ہیں قوم برائیوں پر ڈٹی ہوئی ہے اور یہ بھی اپنے مشن پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں، اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے کیا، جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا، حضرت نوح علیہ السلام نے کیا، ہر دور کے پیغمبر نے کیا تو اصل بات کیا

ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سمجھایا جا رہا ہے کہ اگر آپ کی قوم برائیاں کرتی ہے تو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم نے بڑی برائیاں کی ہیں اور وہ نہ مانے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر آ گیا تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دے اور ہمیں حسن عمل کرنے والا بنائے حضرت ابراہیم حضرتِ لوط علیہ السلام محمد ﷺ کی طرح جو ہے وہ نصب العین کے تحت زندگی گزارنے والا بنائے اور اللہ کے لئے ہمیں مخلص کردے اور یہ چھوٹی سی جو دنیا کی زندگی ہے اِس میں آخرت کی تیاری کرنے والا بنائے اور آج کل جو ہم اپنی خواہشات نفس کی پوجا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں خواہشات نفس کی پوجا کرنے کی بجائے اپنی بندگی کی توفیق دے۔

ؔ زندگی آمد برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

زندگی پھر رہی تھی بھٹکتی ہوئی میری خانہ بدوشی کو گھر مل گیا

تو ایک مسلمان کی زندگی قرآن ،توحید اور رسول کی پیروی کے گرد گھومتی ہے ادھر ادھر نہیں مومن کبھی بھی جاتا تو مجھے اور آپ کو کیسے پتہ چلے کہ ہماری زندگی مقصد کے گرد گھوم رہی ہے کہ نہیں گھوم رہی۔ ہماری دوستیاں ہمارے کپڑے، ہماری شاپنگ ہمارا سونا جاگنا یہ سارا کچھ تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے نمبر 1۔ کہ ہم یہ دیکھیں کہ ہمارا وقت ایک دن اور رات میں زیادہ کس کے گرد گھومتا ہے کس چیز میں ہم اپنا وقت زیادہ لگاتے ہیں نمبر 2۔ ہماری دولت کا زیادہ حصہ کن چیزوں پر خرچ ہوتا ہے نمبر 3۔ ہماری قوتیں اور صلاحیتیں ان کا استعمال ہم کن کاموں پر اور کن باتوں پر کرتے ہیں۔ کیسی دوستیاں ہیں جن پر ہم وقت لگاتے ہیں نمبر 4۔ میں اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کیا پسند کرتی ہوں تو خالی اقرار کرنے سے نہیں، دعویٰ کرنے سے نہیں بلکہ کیا ہے کہ جیسے پاؤں کی کوئی چیز زنجیر بن جائے تو اس کو پاؤں مار کے توڑ دیا جائے۔ پیغمبروں کی زندگی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں نہ ان کے والد کی محبت ان کے آڑے آئی، نہ بیٹے کی محبت ان کے آڑے آئی، نہ قوم کی محبت، نہ وطن کی محبت اور نہ ہی آگ کا ڈر ان کو ہٹھا سکا کچھ بھی نہیں

ؔ عشق بڑھتا رہا سوئے دار و رسن زخم کھاتا ہوا مسکراتا ہوا

راستہ روکتے روکتے تھک گئے زندگی کے بدلتے ہوئے زاویے

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کا کردار ہے تو مجھے اور آپ کو بھی سمجھنا ہے، سنبھلنا ہے ،اٹھنا ہے، کھڑے ہونا ہے اور اچھے مومن کا کردار ادا کرنا ہے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ